© rasailojaraid.com

واضح ہے کہ جب تک امن و امان قائم نہیں ہوتا، نفرت کی نفسیات ٹوٹ نہیں جاتی اور مجرم عنصر الگ تھلگ نہیں کر دیا جاتا، مسلح افواج کی موجودگی یا باہم مخالف فریقوں کی عام معافی سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ سب عناصر سرکاری طور پر اب تک کام کر رہے ہیں اور انہیں کسی سزا کا کوئی خوف نہیں۔ جناب دوشیف اور وزارت دفاع کے نقطۂ نظر کے برعکس سابق سوویت یونین میں یہ رائے پیدا ہو رہی ہے کہ تاجکستان کی خانہ جنگی میں تیزی روس کے ملوث ہونے سے آ رہی ہے۔

(ماہنامہ "سنٹرل ایشیا بریف، لیسٹر - مارچ ۱۹۹۴ء)

ترقیاتی منصوبے رُو بہ عمل نہ آ سکے۔

سابق سوویت یونین کے خاتمے (دسمبر ۱۹۹۱ء) پر تاجکستان کے عوام نے وسطی ایشیا کی دوسری نوآزاد ریاستوں کے عوام کی طرح آزادی و خود مختاری کے ساتھ خوشحالی اور اقتصادی خود کفالت کے خواب دیکھے، مگر حکمرانوں کی پالیسیوں، روس کے کردار اور عالمی سیاست نے مل کر ان کے خواب چکنا چور کر دیے ہیں۔ "آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ" کا حصّہ ہونے کی حیثیت سے تاجکستان نے سابق سوویت جمہوریتوں اور حالیہ "دولت مشترکہ" کی رُکن ریاستوں کے ساتھ حسب سابق اقتصادی روابط استوار رکھے ہیں۔ مزید براں ایران، ترکی، اور پاکستان کی قائم کردہ "تنظیم برائے اقتصادی تعاون" میں افغانستان اور دوسری ریاستوں کے ساتھ شمولیت اختیار کی، نیز دور و نزدیک کے متعدد ممالک کے ساتھ اقتصادی تعاون کے سمجھوتوں پر دستخط کیے۔

تاجکستان سابق سوویت یونین کی غریب ترین جمہوریہ تھی۔ اس کا ۹۳ فیصد رقبہ پہاڑی اور نیم پہاڑی ہے جہاں زراعت بڑے پیمانے پر نہیں ہو سکتی، مگر ان پہاڑوں میں بہنے والے دریا اور بننے والی جھیلیں پن بجلی کا بڑا ذریعہ ہیں۔ سابق سوویت عہد میں آبی ذخائر کو ترقی دی گئی اور تاجکستان کو پن بجلی کی پیداوار کے لحاظ سے سابق سوویت یونین میں دوسری پوزیشن حاصل ہو گئی۔ تاجکستان کا مغربی حصّہ ریگستانی اور میدانی ہے جہاں کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ کھیتی باڑی میں کپاس کی نقدآور فصل کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ زرعی معیشت کا انحصار بہت حد تک کپاس پر ہے، مگر کپاس جہاں ایک طرف بہت زیادہ پانی چاہتی ہے، مصنوعی کھاد اور جراثیم کش ادویہ کے بے محابا استعمال سے ماحولیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں، وہیں اس پالیسی سے تاجکستان غذائی لحاظ سے دوسروں کا دست نگر بن گیا ہے۔ اسے گوشت کے لیے تاجکستان اور گندم کے لیے روس پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔

گزشتہ دو برسوں میں تاجکستان میں یہ سوچا گیا کہ زراعت کو اس طرح ترقی دی جائے کہ غذائی خود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کفالت حاصل کرلی جائے۔ کپاس کی فصل زیادہ معیاری ہو اور پانی احتیاط سے استعمال ہو۔ جنوری ۱۹۹۲ء میں ایک اسرائیلی سرمایہ کار شَمل ایزن برگ نے اس پس منظر میں تاجکستان کا دورہ کیا۔ اُن کا دعویٰ تھا کہ وہ کپاس اُگانے کے لیے ایسی ٹیکنالوجی مہیا کرسکتے ہیں جس میں پانی کم سے کم استعمال کر کے زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے۔ ان کے بقول یہ ٹیکنالوجی ازبکستان میں آزمائی جاچکی ہے۔ پیداوار میں پچاس فیصد اضافہ ہوگیا ہے اور پانی کا استعمال گھٹ کر ایک تہائی رہ گیا ہے۔ ایزن برگ کپاس اُگانے کے ساتھ ساتھ اسے صاف کرنے اور گانٹھیں وغیرہ بنانے، نیز زراعت کے دوسرے شعبوں میں براہ راست سرمایہ کاری کی خواہش کے لیے تاجکستان گئے تھے۔

مارچ ۱۹۹۲ء میں صدر تاجکستان کی موجودگی میں اعلیٰ حکام، زراعت اور زراعت پر مبنی صنعتوں سے تعلق رکھنے والے نمائندہ لوگوں کے اجلاس میں طے پایا کہ وزارت زراعت کی تنظیم نو کی جائے گی۔ کوہستانی علاقے کے غیر آباد اور اجاڑ دیہات کو آباد کیا جائے گا۔ تاجکستان کو غذائی اعتبار سے خود کفیل ہونا چاہیے، اِس لیے نجی ملکیت کی اجازت دیتے ہوئے اُن اجتماعی فارموں کو بند کردیا جائے گا جو برس ہا برس سے خسارے میں چلے آرہے ہیں۔

تاجکستان کے بڑے دریا وخش پر دو بڑے اور چھ چھوٹے ڈیم تعمیر کیے گئے ہیں جن سے ۹ ہزار میگاواٹ بجلی حاصل ہوتی ہے۔ دوشنبے سے ۷۵ کلومیٹر کے فاصلے پر نیورک کے مقام پر ایک ڈیم ۱۹۷۹ء میں مکمل ہوا تھا جس کی پیداواری گنجائش تین ہزار میگاواٹ ہے۔ تین ہزار چھ سو میگاواٹ کے ایک اور ڈیم جو روگن سکایا کے مقام پر زیر تعمیر ہے، کا تقریباً ۴۰ فیصد کام مکمل ہوچکا تھا۔ (مارچ ۱۹۹۲ء) تاجکستان کے ہمسایہ ملک افغانستان اور پاکستان کی خواہش تھی کہ وہ تاجک پن بجلی خرید کر اپنی ضرورتیں پوری کریں۔ اس پس منظر میں پاکستان اور تاجکستان کے درمیان معاہدہ ہوا۔ (۲۷ مارچ ۱۹۹۲ء) جس کے مطابق پاکستان کو پانچ برسوں میں ۵۰۰ ملین ڈالر کی اشیاء تاجکستان کو مہیا کرنا تھیں۔ پاکستان کی یہ برآمدات تاجکستان کی کھلی منڈی میں فروخت ہوتیں اور ان سے جو رقم حاصل ہوتی، وہ ڈیم کی تکمیل پر خرچ کی جاتی۔ ۱۹۹۷ء تک ڈیم کے مکمل ہونے کا امکان تھا۔ ڈیم سے لے کر افغان سرحد تک ٹرانسمشن لائن کی تنصیب تاجکستان کے ذمے تھی۔ افغان سرحد سے پاکستان تک ٹرانسمشن لائن کا انتظام خود پاکستان کو کرنا تھا۔ پاکستان تاجکستان سے ایک ہزار میگاواٹ بجلی کی خریداری کے لیے آمادہ تھا۔ ۱۸ اپریل ۱۹۹۲ء کو تاجکستان اور پاکستان کے متعلقہ اداروں کے درمیان طے پایا کہ پاکستان ۲۳ ڈالر فی میگاواٹ کے حساب سے بجلی کی قیمت ادا کرے گا۔

جولائی ۱۹۹۲ء میں یہ خبر آئی کہ تاجکستان، افغانستان کے سرحدی صوبوں پغمان اور پروان کو بجلی فراہم کرے گا۔ اُس کے بعد اخبارات نے یہ خبر شائع کی کہ تاجکستان میں کوئلے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں اور مختلف مقامات پر ملنے والے ان ذخائر کا اندازہ ۲ بلین ٹن لگایا گیا ہے۔ اس کوئلے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(انتھراسائٹ) میں ۹۰ فیصد کاربن ہے۔ گندھک یا فاسفورس کی سرے سے آمیزش نہیں ہے۔ یہ اعلیٰ درجے کا کوئلہ تاجک الومینیم انڈسٹری میں استعمال کیا جاچکا ہے۔ غیر ملکی سرمایہ کار کمپنیاں تاجک کوئلہ نکالنے میں دلچسپی کا اظہار کر رہی ہیں۔

زراعت، پن بجلی اور کان کنی کی جانب گزشتہ سال ڈیڑھ میں اس لیے توجہ نہ دی جاسکی کہ ملک خانہ جنگی کا شکار ہے۔ پاکستان اور افغانستان کو پن بجلی مہیا کرنے کے سمجھوتوں کی توثیق حکومت تاجکستان نہ کرسکی۔ پاکستان اپنے وعدے کے مطابق اقدام نہ کرسکا اور ڈیم کی تعمیر پر نہ صرف کام آگے نہ بڑھا بلکہ خانہ جنگی کے دوران میں بعض ذرائع کے مطابق ڈیم کو نقصان پہنچا ہے۔ خود تاجکستان توانائی کے بحران کا شکار ہے۔ کوئلہ نکالنے کے بارے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی اور زراعت کا یہ حال ہے کہ گزشتہ سال کے آغاز پر سرکاری ذرائع نے انکشاف کیا تھا کہ خانہ جنگی کی بدولت زرعی شعبے میں تین لاکھ ملین روبل کا نقصان ہوا ہے۔

© rasailojaraid.com